قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني

مقالات

ارشاد الحق اثری

ادارۃ العلوم الاثریہ

منٹگمری بازار فیصل آباد

فون: 041-2642724

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: مقالات

مؤلف: ارشاد الحق اثری

ناشر: ادارۃ العلوم الاثریہ منٹگمری بازار فیصل آباد فون: 041-2642724

تعداد: 1000

تاریخ طباعت: مئی 2006ء

مطبع: انٹرنیشنل دار السلام پرنٹنگ پریس، لاہور
فون: 042-7232400

ملنے کا پتہ

(1) ادارۃ العلوم الاثریہ منٹگمری بازار فیصل آباد

(2) مکتبہ اسلامیہ:
(A) غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
(B) کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ فون: 041-2631204

ابن عبد السلام اور دیگر اہل علم کی تصریحات.......................۴۳
مقلدین علماء...۴۵
مجتہدین کی اقسام..۴۷
انتساب مذہب کے مختلف اسباب....................................۴۸
علامہ الکوثری اور تنقیص ائمہ.......................................۵۳
علمائے دیوبند کی چند جسارتیں.....................................۵۶
اہلحدیث پر توہین ائمہ کا الزام اور اس کا جواب...................۶۲
مقلدین کے طرز عمل کو ائمہ سے کوئی نسبت نہیں..................۶۵
تقلید و جمود کی انتہاء...۶۷

2

اختلاف امت اور مسلک اعتدال.....................................۷۰
کیا امت کا اختلاف رحمت ہے؟......................................۷۱
سلف میں اختلاف کی نوعیت..۷۲
مقلدین کا طرز عمل اور باہم منافرتیں...............................۸۳
فقہی مسائل میں ہمارا موقف.......................................۸۴
مقلد کامل شریعت پر عمل نہیں کر سکتا............................۸۵
علامہ کرخی کا اصول...۸۶
دین کی تمام جزئیات کا علم کسی ایک کے بس میں نہیں..........۸۶
مقلدین کی تنگ نظری..۸۸
کیا ائمہ اربعہ کے علاوہ کوئی مجتہد نہیں............................۸۸
قاضی ابو یوسف، امام محمد اور تقلید.................................۹۲
بعض دیگر اہل علم بھی مقلد نہیں...................................۹۳
کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام حنفی مقلد ہوں گے؟.......۹۵
شاہ ولی اللہ کا موقف..۹۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اختلاف امت اور مسلک اعتدال

امت مسلمہ کی پستی اور بربادی کے اسباب وعوامل پر غور کیا جائے تو سرفہرست اس کا سبب باہم اختلاف وتشتت نظر آئے گا۔ جس سے اللہ ذوالجلال نے بڑی شدت سے منع فرمایا کہ ﴿ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ﴾ (آل عمران:۱۰۵) ''ان کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے دلائل آ جانے کے بعد بھی اختلاف کیا اور فرقہ فرقہ بن گئے'' ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ ﴿ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ﴾ (الانفال:۴۶) ''کہ باہم جھگڑو نہ ورنہ تم پھسل جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا'' لہذا امت میں اختلاف کسی صورت محمود نہیں۔ بالخصوص جبکہ اس نے نظر وفکر کی حدود کو پھلانگ کر عملی طور پر باہم انتشار وافتراق کی صورت اختیار کر لی ہو۔ بعض حضرات، صحابہ کرام اور ائمہ دین کے مابین فقہی واجتہادی اختلاف کو ''رحمت'' سمجھتے ہیں۔ اور اس بات کے قائل ہیں کہ ان میں سے جس کسی کے فتوی پر عمل کر لیا جائے صحیح ہے لیکن یہ بات بھی صحیح نہیں۔ علامہ ابن عبدالبر اسی انداز فکر کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''هذا مذهب ضعيف عند جماعة من أهل العلم وقد رفضه أكثر الفقهاء وأهل النظر'' (جامع بیان العلم ج۲ ص۸۲)

یعنی ''یہ مذہب اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک ضعیف اور کمزور ہے اور اکثر فقہاء اور اہل نظر نے اس کو چھوڑ دیا ہے''۔ اس سلسلے میں انھوں نے یہ واقعہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعودؓ کے مابین ایک چادر میں نماز پڑھنے کے متعلق

اختلاف ہوا حضرت ابی نے فرمایا کہ ایک چادر میں نماز پڑھنا اچھا ہے اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ یہ اس وقت تھا جب کپڑے کم تھے حضرت عمر فاروقؓ کو علم ہوا تو غصہ کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا۔

"اختلف رجلان من اصحاب رسول ﷺ ممن ينظر إليه و يؤخذ عنه وقد صدق أبي ولم يأل ابن مسعود ولكني لا اسمع أحداً يختلف فيه بعد مقامي هذا إلا فعلت به كذا و كذا" (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۸۴)

"کہ رسول اللہ ﷺ کے دو ایسے ساتھیوں کا اختلاف جن کی طرف دیکھا جاتا ہے اور ان سے "مسائل" اخذ کیے جاتے ہیں، ابیؓ بن کعب نے سچ کہا اور ابن مسعودؓ نے بھی کوئی کمی نہیں کی۔ لیکن آج کے بعد یہاں جو بھی اختلاف کرے گا میں اس سے ایسے اور ایسے معاملہ کروں گا" حضرت امام مالکؒ اور امام لیثؒ فرماتے ہیں۔

"اختلاف أصحاب رسول الله ﷺ ليس كما قال ناس فيه توسعة ليس كذلك إنما هو خطأ وصواب" (ایضا ج ۲ ص ۸۱)

صحابہ کرامؓ کا اختلاف ایسا نہیں جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں توسع ہے بلکہ اس میں خطا ہے اور صواب ہے۔

مگر اس کے برعکس کچھ حضرات "توسع" کے قائل ہیں بلکہ اختلاف کو "رحمت" قرار دینے پر بھی مصر ہیں حیرت یہ کہ بعض نے تو اسی سلسلے میں ایک حدیث بھی بنا ڈالی کہ "اختلاف أمتي رحمة" میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ جس کے بارے میں علامہ المناویؒ، علامہ السبکیؒ سے نقل کرتے ہیں۔ "لم أقف على سند صحيح ولا ضعيف ولا موضوع" (فیض القدیر ج ا ص ۲۱۲) کہ میں نہ اس کی کسی صحیح سند پر واقف ہوا ہوں اور نہ ہی کسی ضعیف اور موضوع سند پر، علامہ ابن حزمؒ "الاحکام" میں اسے باطل قرار دیتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں لکھتے ہیں۔

"لو كان الاختلاف رحمة لكان الاتفاق سخطا وهذا مالا يقوله مسلم" (الاحکام ج ۵، ص ۶۴)

کہ اگر اختلاف رحمت ہے تو اتفاق ناراضگی کا باعث ہوگا اور یہ ایسی بات ہے جو کوئی بھی مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

بعض حضرات [1] اس سلسلے میں حضرت عمرؓ کی اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ:۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

''میں نے اپنے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے بارے میں اپنے رب تعالی سے دریافت کیا تو اللہ تعالی نے مجھ پر یہ وحی نازل فرمائی کہ آپ کے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ آسمان کے ستاروں کے ہیں ان میں سے بعض بعض سے روشن ہیں "فمن أخذ بشيء مما هم عليه من اختلافهم فهو عندي على هدى" ''پس جس شخص نے ان کے اختلاف کی صورت میں ان میں کسی ایک کے طریقہ کو اختیار کیا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔'' لیکن یہ روایت بھی سخت ضعیف بلکہ باطل اور موضوع ہے۔ جبکہ اس کا راوی عبدالرحیم بن زید العمی کذاب ہے علامہ المناویؒ نے علامہ ذہبیؒ سے نقل کیا ہے "هذا الحديث باطل" کہ یہ حدیث باطل ہے۔ فیض القدیر (ص ۷۶ ج ۴) امام بزارؒ نے بھی اس حدیث کو غیر صحیح بلکہ ''کلام منکر'' قرار دیا ہے جیسا کہ ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ (ج ۴ ص ۲۳۹) اور علامہ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم (ج ۲ ص ۹۰) میں نقل کیا ہے بلکہ "أصحابي كالنجوم" کے الفاظ سے جملہ روایات ناقابل اعتبار اور سخت ضعیف ہیں۔ جن کی تفصیل سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ (ج ۱ ص ۷۸-۸۴) میں دیکھی جا سکتی ہے۔

پھر جن حضرات کی نظر حضرات صحابہ کرام کے فقہی مسائل پر ہے وہ بھی اس کی کبھی تائید نہیں کر سکتے۔ مثلاً حضرت ابوطلحہؓ برف کھانے سے روزٹوٹ جانے کے قائل نہ تھے۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۲۷۹ الاحکام ج ۶ ص ۸۳) حضرت سمرةؓ بن جندب شراب کی خرید

---

[1] بینات (ص ۱۲)

وفروخت کے قائل تھے (مسلم ص۲۳ ج ۲) مصنف عبد الرزاق (ص۱۹۵، ۱۹۶ ج ۸) السنن الکبریٰ (ص۱۲ ج ۶) مسند حمیدی (ص۹ ج ۱) وغیرہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مسائل میں تشدد اور حضرت ابن عباسؓ کا ان کے برعکس نرم ہونا اہل علم کے ہاں معروف ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ حضرت ابن عمرؓ غسل جنابت میں چہرے کے ساتھ آنکھوں کو کھول کر دھونے کے قائل تھے موطا مع الزرقانی (ج ۱ ص۹۲) اسی بنا پر آخری عمر میں ان کی بینائی بھی جاتی رہی تھی ان دونوں بزرگوں کے اسی نوعیت کے بعض تفردات کے لیے دیکھئے۔ زاد المعاد (ص۱۵۹ ج ۱) فصل الصوم یوم الشک۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کی بجائے دو گھٹنوں کے درمیان رکھنے (یعنی تطبیق) کے قائل تھے۔ صحیح مسلم (ص۲۰۲ ج ۱) وغیرہ۔ اسی نوعیت کے بیسیوں مسائل ہیں جن میں صحابہ کرام کے قول وعمل پر امت نے صاد نہیں فرمایا۔ حضرات صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کے دور میں بھی اپنے فتوی کا اظہار کرتے۔ جن میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی تردید خود آنحضرت ﷺ نے بھی فرمائی حضرت ابو السنابلؓ نے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں سبیعۃؓ الاسلمیہ کو یہ فتوی دیا کہ اس کی عدت وضع حمل نہیں بلکہ چار ماہ دس دن ہے۔ مگر جب سبیعۃؓ نے آنحضرت ﷺ کی طرف رجوع کیا تو آپ نے ابو السنابلؓ کی تردید فرمائی۔ مقام غور ہے کہ اس کے باوجود حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا فتوی یہی ہے کہ حاملہ کی عدت چار ماہ دس دن یا أبعد الأجلین ہے۔ بلکہ امام شافعیؒ اور امام محمدؒ بن نصر مروزی نے ایسے مسائل پر مستقل رسائل لکھے ہیں جن میں حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کے ان فتاوی کو جمع کیا گیا ہے جو سنت معروفہ کے مطابق نہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ (منہاج السنہ: ص۱۵۶، ۱۳۶ ج ۳)

جب صورت واقعہ یہ ہے تو کیا آنحضرت ﷺ کے بعد یہ امکان ختم ہو گیا تھا کہ کسی صحابی سے کوئی غیر صحیح فتوی صادر نہیں ہوگا کہ آپ نے فرمایا۔

"بأیّهم اقتدیتم اهتدیتم"

"کہ ان میں سے جس کی تم اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے!" کلا ثم کلا

بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے فقیہ امت واشگاف الفاظ میں

فرماتے ہیں۔

"فان كان حقا فمن الله وإن كان باطلاً فمني والله ورسوله بريآن" (أبو داود مع العون ص ۲۰۲ ج ۲)

"کہ اگر یہ حق ہے تو یہ اللہ کی جانب سے ہے اور اگر باطل ہے تو یہ میری طرف سے ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس سے بری الذمہ ہیں"

لہذا یہ بات کیونکر صحیح باور کی جا سکتی ہے کہ جس صحابی کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا ؤ گے ● البتہ حضرات صحابہ کرام کے اجماعی اور متفق علیہ مسائل سے انحراف قطعاً صحیح نہیں۔ صحابہ کرام کے مابین اختلاف کا کون انکار کر سکتا ہے۔ مگر ان کا یہ اختلاف اجتہاد و دلائل میں تحری و تتبع کے مختلف ہونے کی بنا پر ہے اگر کسی مسئلہ میں ان سے خطا بھی ہوئی

● امام المزنی" فرماتے ہیں کہ حدیث "أصحابي كالنجوم" اگر صحیح ہے تو اسکے معنی بس یہی ہیں کہ وہ جو کچھ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں اس میں وہ امین و ثقہ ہیں۔ إن صح هذا الخبر فمعناه فيما نقلوا عنه وشهدوا به عليهم فكلهم ثقة مؤتمن على ما جاء به لا يجوز عندي غير هذا. الخ (جامع بيان العلم ج ۲ ص ۹۰) علامہ ابن عبدالبر نے یہی قول التمہید (ص ۲۶۳ ج ۴) میں بھی نقل کیا ہے اسی کے ساتھ ساتھ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت مسورؓ کے مابین ایک مسئلہ میں اختلاف ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ولو كانوا كالنجوم في آرائهم واجتهادهم اذا اختلفوا لقال ابن عباس للمسور أنت نجم وانا نجم فلا عليك وبأينا اقتدى في قوله فقد اهتدى. الخ

کہ اگر صحابہ کرام اپنی آراء اور اپنے مختلف اجتہادات میں ستاروں کی مانند ہوتے تو حضرت ابن عباسؓ جناب مسورؓ سے فرماتے تم بھی ستارے ہو میں بھی ستارہ ہوں لہذا کوئی بات نہیں جو بھی ہم میں سے کسی کی اقتدا کرے گا ہدایت پر ہوگا۔ (التمہید ص ۲۶۴ ج ۴)

اس کے بعد انھوں نے اسی نقطہ نظر پر تفصیلی اشارے کئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ صحابہ کرام اپنے مختلف فیہ اجتہادات میں قطعاً ستاروں کی مانند نہیں بلکہ وہ ایک دوسرے سے دلیل کا مطالبہ کرتے۔ جس کے پاس کتاب وسنت سے دلیل ہوتی اس کا قول قبول کر لیتے ورنہ رد کر دیتے ہیں۔